ایک مظلُوم
ماں
کی آواز

از: فریدین احمد خان رضوی

آغازِ سُخن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک **مظلومہ عورت** کی درد بھری آہیں ہیں۔ ایک عورت، ایک بیوی، ایک ماں۔ وہ ماں جس نے نو(۹) مہینے تک محنت و مشقت اٹھا کر ایک ننہی سی کلی کو اپنی کوک میں پالا تھا۔ اس کا خیال رکھا۔ اپنے جسم کا خون اس کی نش و نما میں صرف کیا تھا۔ اس ماں کی خوشی تو وہی بیان کر سکتی ہے جب اس کو یہ احساس ہوا ہو گا کہ اس کے کاندھوں پر ایک ننہی سی جان کی پرورش کا بار آنے والا ہے۔ جب اس کے دن بہ دن بڑھنے کا احساس اسے گدگداتا ہو گا۔ اس کے گھر کے افراد کی خصوصی توجہ جب اس پر پڑتی ہو گی۔ لاڈ پیار کا ایک سیلاب اس کے دامن میں آگیا ہو گا۔ **اس کی خوشی کا بھلا کوئی ٹھکانا ہو گا؟** شوہر کی بے پناہ محبت کا جب وہ مرکز بنی ہو گی۔ اور یہ احساس صرف ایک ماں ہی بیان کر سکتی ہے کہ اس کے پیٹ میں پرورش پانے والے اس پیارے سے بچے کے متعلق جب کئی ایک جذبات کا اجتماع اس کے قلب و فکر کو متاثر کرتا ہو گا تو کیا کیفیت ہوتی ہو گی۔ خوشی، امیدیں، پیار، ڈر، محنت، الغرض کہ احساسات کا ایک جہان آباد ہو جاتا ہو گا۔

وہ ماں بننے والی عورت صبح و مسارب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے۔ مالک حقیقی کی بارگاہ میں دعا گو ہے۔ اپنی لو رب العالمین سے لگائے ہوئے ہے کہ **"مالک اس بچے کی حفاظت کرنا، مالک و مولی یہ سالم الاعضاء پیدا ہو"**۔ ان تمام دعاؤں میں بے پناہ خلوص، بے پناہ عقیدت۔ اور امیدوں کا ایک جہاں دامن دل میں سمیٹے ہوئے وہ عورت اس بچے کی بھلائی، اس کی زندگی

کی دعائیں مانگتی ہے۔

پھر کیا؟ اللہ رب العزت نے اس کی دعائیں قبول فرمائیں۔ خوشیوں کے، شادمانیوں کے نغمے ہر سو گونجنے لگے۔ زمین و آسمان خوشی سے جھومنے لگے گویا۔ سارا گھر کسی کے انتظار میں ہے۔ ہر بڑا ہر چھوٹا بے قرار ہے۔ شوہر خوشی سے پھولا نہیں سما رہا ہے۔ اپنی زوجہ کو بار بار پیار سے دیکھتا ہے۔ ڈر بھی ہے، امیدیں بھی ہیں، ہوش اڑے ہوئے ہیں۔ پورا گھر جیسے ایک عجیب رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ بڑے سے لیکر چھوٹے تک۔ زبان حال سے ہر کوئی کہہ رہا ہے "بس اب کسی بھی وقت"۔

اور ماں بننے والی عورت کی حالت؟ وہ تو بس اللہ سے دعا کر رہی ہے کہ **"یا اللہ! جو مشقت اتنے مہینوں سے میں اٹھا رہی ہوں اس کا ثمرہ، اس کی پیاری جزا عطا فرما دے۔ یا اللہ! اس بچے کو اب دنیا دکھا دے۔ یا اللہ میری اس جان کے ٹکڑے کو اب میری آنکھوں کے سامنے لا دے۔"** یہ ماحول ابھی چل ہی رہا تھا، وہ نیک بچی ابھی مشغول دعا ہی تھی کہ، دم ز دن ایک درد اٹھتا ہے۔ ایک بہت شدید درد، مگر اس درد سے گھر والے پریشان نہیں ہیں۔ وقت آ چکا ہے، وہ ماں بننے والی ہے۔ شوہر جھٹ سے گاڑی بلواتا ہے۔ اسپتال کا رخ کیا جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر ماحول سنگین ہے۔ ڈاکٹرس اندر ہیں۔ بچے کی پیدائش ہو رہی ہے۔ باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔

کہ اچانک! نرس باہر آتی ہے۔ **مبارک ہو! مبارک ہو!** لڑکا ہوا ہے۔ پھر کیا تھا؟ ہر طرف سے بس مرحبا! مرحبا کی صدائیں آنے لگیں۔ سارا عالم خوشیوں میں ڈوب گیا۔ سب کے لبوں پر ہنسی ہے۔ سب شکر الٰہی ادا کرتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے۔

وہ بے چین ہے ”بچا ٹھیک تو ہے ؟، کیا ہوا ہے لڑکا یا لڑکی ؟“ شوہر تسلی دیتا ہے اور پیار کرتا ہے۔ بچا اس کے پاس لاتا ہے۔ اور سارا سما گویا بول اٹھتا ہے۔

تیرے آنے سے یوں خوشی ہے دل

جوں کہ بلبل بہار کی خاطر

سب اللہ کا شکر بھیجتے ہیں۔ **ماں کی تمام محنت رنگ لائی۔ سب اچھا ہو گیا۔ خوشیاں ہی خوشیاں ہو گئیں چاروں اُور۔ آج ایک عورت ماں بن گئی۔ ایک مرد باپ بن گیا۔** ذمہ داریوں کا ایک پہاڑ ہے سر پر مگر خوشیوں کی نہریں بھی بہہ رہی ہیں۔

پانچ (۵) سال گذر گئے۔ وہ بچا ماں باپ کے سائے میں پلا بڑا۔ خوب تندرست ہو گیا۔ ماں باپ کی آنکھ کا تارا ہے، گھر میں سبکی محبتوں کا مرکز ہے۔ سبکا پیارا ہے۔ اس کی کھل کھلاہٹ گھر میں خوشیوں کی بہار لے آتی ہے۔

مگر!

ایک دن اس ماں کو نہیں پتا، کیا ہونے والا ہے۔ اس کا ننھا منّا باہر کھیل رہا ہے سب کچھ بحال چل رہا ہے۔ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ کہ یکایک آسمان میں کچھ عجیب سا نظر آتا ہے۔ ”کچھ ہماری ہی طرف آرہا ہے“ وہ کہتی ہے۔ ابھی وہ کچھ سوچ ہی پائی تھی کہ گھر کے باہر ایک

میزائل آ کر گرتی ہے۔ ہر طرف دھواں چھا جاتا ہے۔ سامنے کی عمارت کو نقصان پہنچا ہے۔ وہ اپنے بیٹے کی طرف لپکتی ہے۔ چاروں طرف افراہ تفری کا ماحول ہے۔ قیامت صغرہ برپا ہے۔ ابھی اپنے بچے کو پکڑ ہی پائی تھی کہ ایک **دوسری میزائل** آ کر زمین کا سینہ چیر دیتی ہے۔ فضا میں بارود کی بدبو پھیلی ہے۔ ماں زخمی ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ فکر کی بات یہ ہے کہ بچا بے ہوش ہے۔ اس کے سر سے خون ٹپک رہا ہے۔ کچھ زخم آئے ہیں۔ وہ ماں بدحواس ہو کر نزدیکی اسپتال کا رخ کرتی ہے۔ وہاں پہلے ہی سے زخمی لوگوں کا امبار لگا ہے۔ کہیں ماں باپ سسک رہے ہیں۔ کہیں بچے رو رہے ہیں۔ کوئی کسی کی موت کا غم منا رہا ہے۔ کہیں کوئی باپ اپنی بیٹی کے آخری وقت میں سسکتی آنکھوں سے اسے دلاسا دے رہا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ کہیں کوئی ماں جوان بیٹے کو مرتا دیکھ رہی ہے۔ کہیں دو بھائی ماں باپ کی موت پر رو رہے ہیں۔ ہر طرف موت کا سنّاٹا ہے۔ دہشت ہے۔ وحشت ہے۔ وہ ماں اپنے بچے کو ڈاکٹر کے حوالے کرتی ہے۔ بچا بے ہوش ہے، ان جیکشن لگائے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک لمبے انتظار کے بعد بچے کو ہوش آتا ہے۔ ماں کی جان میں جان آتی ہے۔ مگر افسوس!

کچھ صحیح نہیں ہے۔ بچے کو سانس لینے میں پریشانی ہو رہی ہے۔ در اصل دھماکے کا دھواں اس کے پھیپھڑوں میں گھس چکا ہے۔ وہ بلک رہا ہے۔ سسک رہا ہے۔ سانس نہیں لے پا رہا۔ دم گھٹتا جا رہا ہے۔ ماں نے اپنے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ اسے پیار سے چوم رہی ہے۔ "کچھ نہیں ہو گا میرے بچے" وہ دلاسا دیتی ہے۔ بچے کی حالت دیکھ کر اس کا کلیجا پھٹ چکا ہے۔ وہ بے تحاشا رو رہی ہے۔ بچے کا دم گھٹتا دیکھ اس کا دل خون کے آنسو

رو رہا ہے۔، ایک ماں کا دل ہے نہ۔ اسے وہ سب دن یاد آتے ہیں۔ جب یہ بچا اس کے پیٹ میں تھا۔ وہ پیدائش کے دن کی خوشی۔ وہ ساری محنت و مشقت۔ وہ مسرت کا سیلاب، وہ پیار کا طوفان۔ سب کچھ صرف ایک چھوٹے سے بچے کی بدولت۔۔۔۔

ہائے افسوس! آج وہ چراغ بجھ رہا ہے۔ دل میں ابھی بھی ایک امید ہے۔ کوئی کرشمہ ہو جائے۔ میری ننھی سی اولاد بچ جائے۔ میرا جہان اجڑنے سے بچ جائے۔ میرے بچے کی تکلیف دور ہو جائے۔ مگر بچے کی حالت بہتر نہیں ہوتی۔ ماں اپنے بچے کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ بچا اپنی آخری سسکیاں لے رہا ہے۔ ایک درد بھرا ماحول ہے۔ در و دیوار رو رہے ہیں۔ زمین و آسمان غم زدہ ہیں۔ کہ اچانک! وہ سسکیاں بند ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ بچا نہیں رہا۔۔۔

اس ماں کی دنیا اجڑ گئی۔

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

جانتے ہیں آپ وہ ماں کون تھی؟ وہ شام (سیریا) میں مرنے والے لاکھوں بچوں میں سے ایک بچے کی ماں تھی۔ جس کے جگر کے ٹکڑے کو صرف اس لئے ظلم کا نشانہ بنایا گیا کیوں کہ وہ **مسلمان** تھا۔ اس مظلومہ کی طرح روز ہزاروں مائیں اپنی اولادوں کو کھوتی ہیں۔ اپنے بچوں کو مرتا دیکھتی ہیں۔

آج وہ ماں آپ سب سے **فریاد** کر رہی ہے۔ اے مخمل کے تکیوں پر سونے والو! روز طرح طرح کے پکوان کھانے والو! اے حرام و حلال میں تمیز نہ کرنے والو! اے اپنی عزیز

زندگی کو لغو کاموں میں صرف کرنے والو! بتاؤ میرا قصور کیا تھا؟ کیا گناہ تھا میرا؟ کیوں میرے جگر کا ٹکڑا مجھ سے چھینا گیا؟ صرف اس لئے کہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتی ہوں اس لئے؟ بتاؤ مجھے! جب میرے بیٹے کو دہشت گرد مار رہے تھے۔ آسمان سے میزائل برسا رہے تھے۔ **تب تم کہاں تھے**؟ گھر پر کسی کھیل میں مشغول تھے؟ تم جسے بڑھ کر ظلم کی کلائی موڑنی تھی! تم ہی خواب غفلت میں سو گئے؟ اور کتنی مائیں اپنے جگر کے ٹکڑے کھوئیں گی **تب تمہیں ہوش آئے گا**؟ کب تم اپنے گھروں میں اسلام نافذ کروگے؟ کب مظلوموں کی فریادرسی کو پہونچوگے؟ کب اپنے بھائیوں کا درد محسوس کروگے؟ کب اپنی ملت کے لئے کام کروگے؟ **کب حقیقی مومن بنوگے**؟ کیا میرے بیٹے کی یہ موت یوں ہی رائے گاں جائے گی؟ یا تم اسے ایک انقلاب کا پیش خیمہ بناؤگے؟ اس مظلوم ماں کی فریاد سنو!

جہاں اگرچہ دیگرگوں ہے، قم باذن اللہ!

وہی زمیں، وہی گردوں ہے، قم باذن اللہ!

اللہ تبارک وتعالی اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو اپنے اسلاف کا جذبہ عطا فرمائے اور ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دلوں کی جلا کا سامان بنائے۔ **آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم**

یہ مضمون ۱۰ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ۔ بمطابق ۱۴ جلائی ۲۰۱۹ کو بروز اتوار مکمل ہوا۔ فالحمد للہ!

سگ بارگاہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

فردین احمد خان رضوی غفر لہ